بدیع الزمان سعید نورسی کا نظریہ نظمِ قرآن کے اطلاق و تطبیق: تجزیاتی مطالعہ

AN ANALYSIS OF PRACTICAL APPLICATION OF BADI-UL-ZAMAN SAEED NURSI' S IDEOLOGY OF COHERENCE OF THE QURAN

محمد ذاکر ہاشمی* / ڈاکٹر ہمایوں عباس**

Abstract:
Badi ul Zaman Noorsi (1877-1960) has remained the most significant Islamic scholar of Turkey in 19th and 20th century regarding Islamic thought and especially "Aejaz ul Quran". He explained more than forty different aspects and causes of "Aejaz ul Quran"(Quran as a miracle) and according to his findings, he pointed out that the most important aspect is "Nazm ul Quran". In this connection, he appreciated the theory of Abdul Qahir Jurjani and applied it in his book "Isharat ul Aejaz-fi-Mazan Al Ejaz" and made important additions to it, explaining "Coherence in verses of Quran", "Coherence in Sentences of Quran" and "Coherence in Words of Quran". On the basis and help of Arabic linguistic and its eloquence, he explained the coherence of Quran as "Objectives of Quranic Coherence", "Coherence in different circles of Coherence", "Irsal e Nazm" and "Coherence in Repetition". It is his specialty that he did not force to recognize his theory only by words but he explained his work with practical application. This article is an effort to bring into lime light the analysis of Badi ul Zaman Nursi's theory of Nazm e Quran.
Keywords: Coherence and symmetry of Quran Aejaz ul Quran" Quran as a miracle

بدیع الزمان سعید نورسی نے اعجاز القرآن کے بیان کے لیے اپنی زندگی وقف کی۔ اعجاز القرآن کی وجوہ میں وہ نظم قرآن کو رکن اول قرار دیتے ہیں۔ انھوں نے اعجاز القرآن کی چالیس سے زائد وجوہ بیان کیں اور نظم قرآن کو وجہ اظہر، ازہر، اور دقیق قرار دیا۔ انھوں نے عبدالقاہر جرجانی کے نظریے کو سراہا اور اپنی کتاب "اشارات الاعجاز فی مظان الایجاز" میں اس نظریے کی تطبیق کی اور اس نظریہ کی توسیع و تکمیل کی۔ انھوں نے صرف آیات کے بیان پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جملوں اور کلمات کے صیغوں اور ہیات کا نظم بھی بیان کیا۔

علومِ عربیہ کی معاونت سے ان کا نظم، مقاصد قرآنیہ کے نظم، نظم کے مختلف دائروں کے نظم، ارسالِ نظم، فذلکات کے نظم، اور التکرار فی النظم پر مشتمل ہے۔ انھوں نے اپنے نظریہ کے بیان پر زور نہیں دیا بلکہ اطلاق

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ و عربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد
**پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ و عربی، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

وانطباق سے قرآن کریم کا اعجاز نظمی ثابت کیا۔

نورسی سے قبل نظم قرآن پر بہت سے نظریات وتصورات پائے جاتے ہیں جن میں عبدالقاہر جرجانی (م ۴۷۱ھ) ایک مرکزی نقطہ ہے۔ جرجانی سے قبل نظم قرآن پر بے شمار اہل علم نے قلم اٹھایا۔

جرجانی نے نظم قرآن کو بلاغت کلام کا اصل ماخذ قرار دیا۔ ان کے نزدیک مفرد الفاظ میں بلاغت صرف نظم سے آتی ہے، وہ بجائے خود بلیغ نہیں ہوتے۔ جرجانی محض الفاظ کے حسن یا معانی کے حسن کو کافی نہیں سمجھتے بلکہ ان کے خیال میں الفاظ اور جملوں کی ترتیب اور ربط ونظام حقیقی فصاحت وبلاغت ہے۔

جرجانی نے نظم قرآن کو قواعد نحو کے سپرد کر دیا۔ وہ کہتے ہیں:

> ''نظم اس کے سوا کچھ نہیں کہ کلام نحوی قواعد کے عین مطابق ہو۔ ان قواعد اور اصولوں کی پوری پوری رعایت ہو۔ اس میں نہ کمی کی جائے نہ اضافہ اور ناظم ان اصولوں اور ان کی فروعات کو مد نظر رکھے بغیر کلام منظم نہیں کر سکتا۔ گویا جرجانی نے نظم کو نحو اور علم معانی کے حوالے کر دیا۔''(۱)

نظم پر کلام کرنے والوں میں یہ بحث رہی کہ نظم کا منشا الفاظ ہیں یا معانی اس بحث میں نورسی جرجانی کے موقف کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

> ''منشاء بلاغت نظم معانی ہے۔ نہ کہ نظم لفظ جیسا کہ کم قیمت اہل الفاظ نے کہا اور لفظوں کی محبت ان کی دائمی بیماری بن گئی حتی کہ عبدالقاہر جرجانی نے دلائل الاعجاز اور اسرار البلاغۃ میں ان کا رد کیا جو سو سے زیادہ صفحات پر محیط ہے۔''(۲)

نورسی جرجانی کی اتباع میں بلاغت کا مدار ومنشا نظم کلام کی بجائے نظم معانی کو قرار دیتے ہیں۔ اور نظم معانی یہ ہے کہ کلمات کی ترکیب اور ترتیب میں نحوی معانی اور صرفی معانی کا پورا پورا خیال رکھا جائے یعنی مبتداء وخبر فصل وصل، معرفہ ونکرہ، تقدیم وتاخیر، حذف وتکرار اور اسم ضمیر وظاہر وغیرہ میں سے ہر ایک کے مقام کو پہچانا جائے اور مقتضی الحال کے مطابق استعمال کیا جائے۔ قرآنِ کریم نے اس نظم کا ایسا استعمال کیا ہے کہ جس کے سامنے عقل انسانی عاجز ہے۔ یہی نورسی کے نزدیک قرآنِ کریم کا اعجاز نظمی ہے۔

نورسی اپنے آپ کو قرآنِ کریم کا خادم کہتے ہیں۔ انہیں قرآن کریم نے حیرت انگیز غیر معمولی فہم عطا کی مگر وہ بنیادی طور پر اعجاز القرآن پر عصر حاضر کے تناظر میں کام کرنا چاہتے تھے انہوں نے اعجاز القرآن کی چالیس وجوہ بیان کیں جن کے اجمال کی تفصیل میں جائیں تو یہ عدد اور بھی بڑھ جائے گا وہ ہر ہر وجہ پر الگ سے کام کرنا چاہتے تھے مقصد یہ تھا کہ قرآن کا اعجاز اس طرح ثابت کر دیا جائے کہ مغربی مفکرین کی تکذیبات تشکیکات اور تحریفات خس وخاشاک کی طرح بہہ جائیں اور قرآنِ کریم کا الہامی اور کلام اللہ ہونا عصر حاضر میں ہر شبہ سے بالاتر

ہو جائے۔

وجوہِ اعجاز میں سے انہوں نے بطورِ خاص نظم کو لیا اور بطور نظم، قرآنِ کریم کا معجزہ ہونا ثابت کیا۔ نظم کو وہ اعجاز کی روشن ترین وجہ قرار دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

"وما الاعجاز الزاهر الانقش النظم "(۳)

(وہ نظم کو اعجاز کی گہری اور دقیق وجہ قرار دیتے ہیں۔)

کہتے ہیں:

''ان اثبات النبوة بالمعجزات واعظم المعجزات هو القرآن وادق وجوه اعجاز القرآن مافی بلاغة نظمه''(۴)

(نبوت معجزات سے ثابت ہوتی ہے اور اثباتِ نبوت کے لئے سب سے بڑا معجزہ قران کریم ہے اور اعجاز القران کی گہری وجہ نظم کی بلاغت ہے۔)

اس نظم کے دقیق اور گہرا ہونے کے مظاہر اور دلائل ان کی تفسیر "اشارات الاعجاز" میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ تفسیر کے ضمن میں ایسی عقلی مباحث فلسفیانہ موشگافیاں منطقی مباحث، اصولی دلائل، اشارات اور بلاغی نکات ہیں جو عام قاری کی فہم سے بالاتر ہیں وہ صرف خواص کا مجال ہیں۔ قاری اول مرحلے میں اسے محی الدین ابن عربی کی تفسیر جیسی تفسیر اشاری سمجھتا ہے۔ اس لئے کہ نورسی اس میں باریک لطائف، مخفی معانی اور بعید احتمالات بیان کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے اشارہ، رمز، تلویح اور ایماء وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ نورسی نے یہ بات خود بیان کی۔

یہ قیمتی تفسیر گہرے بلاغی نکات پر مشتمل ہے۔ جس کو بہت سے قاری سمجھ نہیں پاتے۔

انہوں نے ہر آیت کی اپنے ماقبل اور مابعد سے مناسبت، ہر جملے کی دوسرے جملے سے مناسبت ایک جملے کے ہر کلمے کی ماقبل ومابعد سے مناسبت، ہر قرآنی کلمہ کا مقام اور معنی خاص اس لفظ سے تعبیر کرنے کی وجہ بیان کی اس طرح انہوں نے یہ ثابت کیا کہ:

قرآنِ کریم کی وجوہِ اعجاز میں سے سب سے گہری وجہ نظم کی بلاغت ہے۔

نورسی کہتے ہیں کہ افکار واحساسات کے اظہار کا طبعی راستہ معانی کا نظم ہے۔ اور معانی کا نظم منطق کے قوانین سے مضبوط ہوتا ہے۔ اور منطق ہی وہ اسلوب ہے جس کے ذریعے افکار حقائق تک پہنچتے ہیں۔ اور یہ وہ فکر ہے جو ماہیات کی حقیقتوں تک نفوذ کرتی ہے۔ اور ماہیات کی نسبتوں تک پہنچاتی ہے۔ اور ان نسبتوں سے ہی ایک مکمل نظام حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ کامل نظام ہی وہ خالص حسن ہے جو ہر حسن کا منبع ہے۔ یہ حسن خالص ایک باغ کی طرح ہے جس کے پھول بلاغت کے لطائف اور خصوصیات ہیں۔ اور بلغاء اس باغ کی بلبیں ہیں۔ یہ بلغافطرت

کے عاشق ہیں اور ان کے میٹھے لطیف نغمے نظم معانی سے پھیلنے والی روحانی بازگشت سے پیدا ہوتے ہیں۔

نورسی بجاطور پر نظریہ جرجانی سے متاثر ہیں۔ لیکن انفرادیت یہ ہے کہ نورسی نے نظریہ کی تفصیلات کے بیان میں کلام نہیں کیا بلکہ تفسیر آیات میں اس نظریہ کی تطبیق اور تکمیل کی اور اس میں توسیع کی اور اس مقصد میں وہ کامیاب ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے مقاصد قرآنیہ کا نظم، نظم کے مختلف خطوط کا نظم، فذلکات کا نظم، تکرار کا نظم اور ارسالِ نظم بیان کیا۔

نورسی کے نزدیک قرآنِ کریم کی معجزانہ بلاغت اس کے الفاظ کی جزالت، نظم کی متانت، اسالیب کی بداعت وجودت، بیان کی بلاغت و تفوق، معانی کی قوت وصداقت اور الفاظ کی فصاحت وسلاست سے پھوٹتی ہے۔ اس دعوے کو انہوں نے اپنی تفسیر اشارات الاعجاز میں ثابت کر کے دکھایا ہے۔ مثال:

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ(۵)

وجہ نظم یہ ہے کہ ماقبل نماز کا ذکر ہے جو دین کا ستون ہے۔ جبکہ اس آیت میں زکوٰۃ کا ذکر ہے جو اسلام کا پل ہے۔ اس جملے کی ہیئات زکات کی قبولیت کے لئے پانچ شرائط کو بیان کرتی ہیں:

۱: ''مِمَّا''، اصل میں ''مِنْ مَا'' ہے اس میں مِنْتبعیضیه ہے۔ جو بتا رہا ہے کہ سارا مال خرچ نہ کیا جائے بلکہ کچھ مال تاکہ ایسا نہ ہو کہ زکات دینے والے کو بعد میں خود زکات لینا پڑے۔

۲: رَزَقْنٰهُمْ سے دوسری شرط سمجھا آرہی ہے کہ اپنے مال سے صدقہ کرو ایسا نہ ہو کہ ایک سے لے کر دوسرے پر خرچ کرو۔

۳: ''نا'' سے تیسری شرط سمجھ آرہی ہے کہ دینے والا احسان نہ جتائے کیونکہ وہ جس مال سے دے رہا ہے وہ رزق دینے والا میں ہوں۔

۴: ''يُنْفِقُوْنَ'' سے چوتھی شرط سمجھ آرہی ہے کہ زکات ایسے لوگوں کو دی جائے جو نان نفقہ اور ضروریات میں خرچ کریں برے یا فضول کاموں میں خرچ نہ کریں۔

۵: ''رَزَقْنٰهُمْ'' سے یہ بھی مفہوم ہو رہا ہے کہ صدقہ وخیرات اللہ کے نام پر دیئے جائیں کیونکہ مال اس کا عطا کیا ہوا ہے لہٰذا اسی کے نام پر خرچ ہو۔ یہ وہ قرآنی عجیب نظم ہے جس کا نورسی نے استخراج کیا۔(۶)

نورسی نے نظم اور اس کے اسرار بیان کئے لیکن اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نظم کے ثمرات و نتائج کے ذریعے عصر حاضر میں اسلام کے جدید مسائل کا حل بھی دریافت کیا اسے النظم فی التشریع الاسلامی کا نام دیا جاسکتا ہے۔

سورہ بقرہ کی مبحوث عنہا آیت کے متعلق نورسی نے معاشی نظام کا فلسفہ بیان کیا اور انسانی معاشرہ کے لئے معاشی مسائل کا بنیادی حل بیان کیا۔

وہ مزید کہتے ہیں:

وجوب زکات اور حرمتِ سود میں بہت بڑی حکمت، عظیم مصلحت ہے اور وسیع رحمت ہے۔ اس لئے کہ تاریخ انسانی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ کہ انسانی معاشروں میں فساد کی بنیاد اور معاشرتی واخلاقی برائیوں کی جڑ دو چیزیں ہیں۔

۱: میرا پیٹ بھر گیا اور کوئی بھوک سے مر جائے تو کوئی مسئلہ نہیں۔

۲: تم کماؤ تاکہ میں کھاؤں تم تھکو تاکہ میں آرام کروں۔ پہلی بات بدترین خیانت اور قبیح فعل ہے۔ جس نے عالم انسانی میں زلزلہ برپا کر دیا ہے اور اسے تباہی کے دہانے لا کھڑا کیا ہے۔ اس کا علاج سوائے زکات کے کچھ نہیں اور دوسری بات ظلم سے بھرپور اور بدشکل حرص ہے۔ جس نے انسانی ترقی کی عمارت گرا دی ہے۔ اور قتل وغارت کی آگ بھڑکا دی ہے۔ اس کی دوا سوائے حرمتِ سود کے کچھ نہیں۔

اس بحث سے ثابت ہوا کہ نورسی اسرارِ نظم کے ثمرات سے عالم اسلام کے جدید معاشرتی اور اقتصادی مسائل کا حل بھی تجویز کرتے ہیں۔ اس طرح نورسی صرف نظمِ قرآن سے متعلق نظریات کے بیان اور ان کے اطلاق تک اکتفا نہیں کرتے بلکہ نظم کے اثرات اور نتائج کے ذریعے اہل مادہ اور اہل تشکیک کے عصری شبہات کا ازالہ کر کے اعجاز القرآن کو ثابت کرتے ہیں۔

نورسی نے نظم کی جن وجوہ کا مفسرہ آیات میں کلی انطباق کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

آیات کا باہمی نظم

ایک آیت کے جملوں کا باہمی نظم

ایک جملہ کے اجزاء کا باہمی نظم

آیات کا باہمی نظم

آیات کے باہمی نظم کے بیان میں نورسی نے جن روابط کا استعمال کیا وہ درج ذیل ہیں:

۱: موجِب کے بعد موجَب، مقتضی کے بعد مقتضیٰ کا ذکر ہے۔ جیسے بِسْمِ اللّٰهِ ۔۔۔ کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

۲: اساسی اجزاء کا بیان جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کے بعد الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ میں جلب منفعت اور دفع مضار۔

۳: سابقہ کا نتیجہ جیسے الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔

۴: ماقبل کا بیان وتفسیر اور لازم کا بیان جیسے اَلْحَمْدُ کی تفسیر نَعْبُدُ سے۔

۵: استیناف (سوال مقدر کا جواب)

۶: آیت کا سابقہ آیات کے مختلف مضامین کے ساتھ قرب وبعد اور ظہور وخفا کے اعتبار سے ربط۔

۷: ماقبل کا نتیجہ۔ ماقبل کی برھان انی

۸: ماقبل کا خلاصہ واجمال۔

۹: ماقبل کی تمثیل بیان کرنا۔

۱۰: مقاصد اربعہ میں سے ایک کے بعد دوسرا مثلاً توحید کے بعد رسالت۔

یہ اس نظم کی وجوہات ہیں جو نورسی ایک آیت کا دوسری آیت سے یا مجموعہ آیات کا ماقبل سے بیان کرتے ہیں۔

۲: ان وجوہات میں سے اکثر دیگر مفسرین نے بھی بیان کی ہیں اور کچھ وجوہ فقط نورسی کی دقت نظر کا نتیجہ ہیں۔ جیسے ایک آیت کا ماقبل تمام آیات سے نظم اور مقاصد قرآن کے اعتبار سے نظم وغیرہ۔ مزید یہ کہ نورسی نے ہر مقام پر اس نظم کا التزام کیا ہے، یہ ان کا خاصا ہے اور ان کے قوی مشاہدے کا عکاس ہے۔ ان وجوہ پر نظر کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نورسی کے ہاں نظم محض ربط و مناسبت کا نام نہیں جو کبھی سہولت سے اور کبھی بتکلف میسر آئے بلکہ ان کے ہاں نظم ایک نظام کی حیثیت رکھتا ہے جس کے مختلف پہلو ہیں جیسے مقاصد کا نظم، نظم کے مختلف دائروں کا نظم وغیرہ۔ ان وجوہات کا جس طرح نورسی نے آیات مفسرہ میں کلی اطلاق کیا اور کہیں نظم ترک کیا نا تکلف کے مرتکب ہوئے۔ ایسا آج تک کسی تفسیر میں نظر نہیں آیا۔

جملوں کا باہمی نظم

ایک آیت کے مختلف جملوں کے نظم بیان کرنے کا التزام بھی نورسی کی انفرادیت ہے۔ اس نظم کی بھی مختلف وجوہات ہیں۔

۱: خدمت کے بعد حق خدمت (اجرت) کا ذکر جیسے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کے بعد وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔

۲: ہر جملہ ایک جہت سے ماقبل کی دلیل اور دوسری جہت سے ماقبل کا نتیجہ ہو ایسی صورت میں شدت اتصال کی وجہ سے حرفِ عطف بھی نہیں ہوتا۔

۳: نیکی تین قسم کی ہے۔ قلبی، بدنی، مالی کبھی جملوں میں یہی ربط ہوتا ہے۔ کہ قلبی اعمال میں سے عظیم ترین عمل ایمان کا ذکر، دوسرے جملے میں بدنی اعمال میں سے سب سے بڑے عمل نماز کا ذکر تیسرے جملے میں مالی اعمال کا یعنی زکات کا ذکر نیکی اور عمل کی بجائے عبادت سے بھی تعبیر ہو سکتی ہے۔(۶)

۴: اگر جملوں کے درمیان حرف عطف ہو تو کبھی دو قسموں کو دو جملوں میں جمع کرنا مقصود ہوتا۔

مثلاً اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ(۷)

ان دو جملوں میں ہدایت کے دو ثمرات کا بیان مقصود ہے۔ پہلے جملے میں سعادت عاجلہ (دنیوی

سعادت) اور دوسرے جملے میں سعادت آجلہ (اخروی سعادت) کو بیان کیا گیا۔

۵: کبھی جملوں کا نظم ان سوالات کے جوابات کے مطابق ہوتا ہے۔ جو حکیم کا کلام سن کر ایک زہین سامع کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ حکیم ان کو بھانپ کر ساتھ ساتھ ان کے جوابات بھی دے دیتا ہے۔ جملوں کے درمیان یہ دقیق ترین نظم ہے نورسی کی ذہانت نے جس کا ادراک کیا۔

گویا نورسی پورے قرآن کریم سے ایک عمود نکالتے ہیں جسے شجر کہا جاسکتا ہے۔ اسے وہ مقاصد اربعہ کہتے ہیں اور آیات، جملے اور کلمات اس شجر کی شاخیں ہیں۔ مذکورہ مثالوں میں دقت نظر سے اس حقیقت کا ثبوت ملے گا۔

اجزائے جملہ کا نظم

۱: کبھی ایک ہی جملہ کے اجزاء تمام مقاصدِ قرآن کو بیان کر دیتے ہیں۔

نورسی کے نزدیک قرآن کریم کے بنیادی مقاصد اور عناصر اصلیہ چار ہیں، توحید، رسالت، حشر، عدالت۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ان چاروں کو بیان کر دیا گیا۔

"بسم اللہ" تعلیم عباد کے لئے ہے گویا کہ فرمایا "قل" یہ رسالت کی طرف اشارہ ہے۔ اسی طرح بسم اللہ میں الوہیت کی طرف اور جار مجرور مقدم اور فعل مقدر موخر ہونے کی وجہ سے جو حصر حاصل ہوتا ہے یہ توحید کی طرف اشارہ ہے۔ "الرحمن" عدالت اور احسان کی طرف اور "الرحیم" حشر کی طرف اشارہ ہے۔[۸] مشہور قول ہے یارحمن الدنیا و یارحیم الاخرۃ۔

۲: مختلف معانی کے حصول کے لئے ایک ہی آیت جس میں ایک لفظ صیغہ ماضی سے دوسرا اسم فاعل سے اور تیسرا اسم مفعول سے لایا جاتا ہے۔ کیونکہ فعل ماضی تحقق وقوع پر دلالت کرتا ہے۔ اسم مفعول سے استمرار اور انجام کی خبر ہوتی ہے۔ اور اسم فاعل نفس صفت پر دلالت کرتا ہے۔[۹]

گویا قرآن کریم کا ہر لفظ نحوی، بلاغی اور صرفی معانی کے مطابق اپنی جگہ پر ایک جڑا ہوا نگینہ ہے اگر اسے اپنی جگہ سے ہٹا دیا جائے تو حسنِ بلاغت فوت ہو جائے نورسی نے بقرہ کی تنتیس آیات میں ہر کلمہ کا یہ مقام خوب روشن اور واضح کر کے دکھایا ہے۔

مذکورہ بالا امثلہ میں نورسی کے نظم کے اطلاق کا بیان ہے۔ کلمات کے نظم کے بیان میں صرف و نحو کا استعمال کیا گیا۔ اگرچہ زمخشری، رازی، بیضاوی اور دیگر مفسرین نے بھی علوم عربیہ یعنی صرف و نحو اور علوم بلاغت کا استعمال کیا لیکن نورسی نے کلماتِ قرآنیہ کو قواعد عربیہ کی روشنی میں دقیق نظر سے دیکھا اور ثابت کیا کہ قرن کا ہر کلمہ اپنے مقام، ہیت اور صیغہ کے اعتبار سے جس قدر کثیر معانی اور مناسبتوں کا حامل ہے اور مترادفات میں

جو اس کا انتخاب ہے اور ہیت کے محتملات میں اس کا چناو ہے، ویسا کوئی فصیح و بلیغ نہیں لا سکا۔ ایسا کہنا اور بات ہے اور ہر ہر لفظ میں ایسا دکھانا امر دیگر است۔ کلمات کے نظم کی بعض وجوہ کے اعتبار سے نورسی کا نظریہ یہ ہے کہ "الکلمۃ الواحدۃ من القرآن کالقرآن" کیوں کہ وہ ایک کلمہ سے تمام مقاصد قرآن کا استخراج کرتے ہیں۔

نظم مقاصد القرآن

نورسی نے قرآن کریم کے چار اساسی مقاصد قرار دیئے ہیں۔ توحید، رسالت، حشر، عدالت۔ وہ کہتے ہیں کہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" میں بھی یہ مقاصد اربعہ موجود ہیں۔

اسی طرح "الحمد للہ" میں بھی چاروں مقاصد موجود ہیں۔ لفظ "اللہ" میں الوہیت کا بیان ہے۔ لام اختصاص توحید کی طرف مشیر ہے "رب العلمین" میں رسالت و نبوت کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ نوعِ بشر کی تربیت انبیاء اور رسل کرام کے ذریعے ہوتی ہے۔ "مالک یوم الدین" میں حشر کی صراحت ہے۔[۱۰]

گہری نظر سے دیکھیں تو چھوٹی سے چھوٹی سورت میں بھی مقاصد اربعہ نظر آئیں گے۔

پھر ان میں سے ہر مقصد کے تحت بہت سے مقاصد درج ہیں مثلاً مقصد نبوت کے متعلق نورسی کہتے ہیں۔

اما المقاصد المندمج(تحت الرسالة) فهی ان محمدا علیه السلام نبی وانه اکمل الانبیاء وانه خاتم الانبیاء وانه مرسل لکافة الاقوام وان شریعته ناسخة لجمیع الشرائع ـ وجامعة لمحاسنها۔

نورسی نے مختلف مناسبتوں کے بیان میں ان مقاصد کا نظم بیان کیا مگر کسی مقام پر وہ امت کے اجماعی موقف سے انحراف کرتے نظر نہیں آئے۔ ان کا نظم گویا قرآن کریم کا تحلیلی و تجزیاتی مطالعہ ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ اسلام کے عقائد اور ایمان کے حقائق کی پشت پر کسی طرح عقل و نقل مضبوط دلائل لیے کھڑی ہے۔

فذلکات کا نظم

دیگر علوم القرآن کی طرح "فواصل آیات" پر بھی ابتدائی صدیوں سے کام شروع ہو گیا تھا۔ سیبویہ، دانی، قاضی ابو بکر، جعبری، رمانی، ابن الصائغ، ابن ابی الاصبع اور زمخشری وغیرہ نے مباحث ذکر کی اور قرآن کریم کے دیگر پہلوں کی طرح اس پہلو سے بھی عجائبات قرآن کا ظہور ہوا۔ چنانچہ فواصل کی معرفت کے طرق، فاصلہ پر لفظ سجع کے اطلاق کا جواز و عدم جواز وغیرہ کی مباحث ذکر کیں۔[۱۱] شمس الدین ابن الصائغ نے بیان کیا کہ رعایت فاصلہ کے لیے قرآن کریم میں چالیس سے زائد خلاف قاعدہ امور استعمال ہوئے لیکن اس کے باوجود کہا کہ ان مناسبتوں کے ساتھ دیگر امور بھی پائے جاسکتے ہیں جن تک میں نہیں پہنچ سکا۔[۱۲] کیوں کہ نبی مکرم صل اللہ علیہ ولی وسلم نے فرمایا:

قرآن کریم کے عجائب کبھی ختم نہیں ہوسکتے۔[۱۳] ابن ابی الاصبع نے مناسبت کے فواصل کی تمکین، تصدیر، توشیح اور ایغال کی صورتیں ذکر کیں اور بتایا کہ فواصل کبھی ماقبل مضمون آیت سے مربوط ہوتے ہیں۔ خطیب الاسکافی (م ۴۲۰ھ) نے درۃ التنزیل وغرۃ التاویل میں تشابہات میں مناسبات کے بیان پر نہایت دقیق اور لطیف نکات بیان کیے اور ان میں فواصل کی ماقبل سے مناسبتیں بھی بیان کیں۔

نورسی نے ان فواصل سے اعجاز القرآن کی عجیب وغریب شعاعیں منعکس کیں۔ وہ ان فواصل کو فذلکات یعنی ماقبل مضمون کا خلاصہ قرار دیتے ہیں وہ پچیسویں کلمہ میں کہتے ہیں:

قرآن کریم اکثر اوقات آیات کے اختتام پر ایک خلاصہ ذکر کرتا ہے۔ یہ خلاصہ یا تو اسمائے حسنیٰ پر مشتمل ہوتا ہے یا ان کے مفہوم پر یا وہ کسی مسئلے کو عقل کی جانب لوٹا کر غور وفکر اور تدبر کی دعوت دیتا ہے۔۔۔۔یا یہ خلاصہ قرآنِ کریم کے مقاصد میں سے کسی خاص قاعدہ وکلیہ پر مشتمل ہوتا ہے جو آیت کی مزید تائید کرتا ہے۔

وہ مزید کہتے ہیں کہ:

ان خلاصہ جات میں قرآن کریم کی حکمت عالیہ کے بعض اشارے، خدائی ہدایت کے آب حیات کے کچھ قطرے اور قرآن کریم کے اعجاز کی بجلیوں کے کچھ شرارے ہوتے ہیں۔ ہم ان اشاروں میں سے صرف دس ذکر کریں گے۔ وہ کہتے ہیں:

> ''یہ دس اشارے اکثر آیات میں ایک ساتھ جمع ہوجاتے ہیں اور ایک حقیقی معجزانہ نظم بناتے ہیں۔''[۱۴]

مثلاً:

> هو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا۔ ثم استویٰ الی السماء فسواهن سبع السموات وهو بکل شی علیم[۱۵]

اس آیت میں خدائی آثار کو پیش کیا گیا جو اپنے اہداف اور نظام سے اللہ تعالیٰ کے علم وقدرت پر دلالت کرتے ہیں۔ ان امور کو ایک اہم نتیجے کے مقدمے کے طور پر ذکر کیا گیا اور پھر وھو بکل شی علیم سے اسم گرامی "علیم" کو ظاہر کیا گیا۔ گویا تخلیق ارض اور تسویہ سماوات صفت علم کے مقدمات ہیں اور "علیم" ان کا خلاصہ یا نتیجہ ہے۔

کبھی یہ فواصل اربع مقاصد میں سے کسی مقصد کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

> أَلَمْ نَجْعَلِ الأَرْضَ مِهَادًاo وَالْجِبَالَ أَوْتَادًاo وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًاo وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًاo وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًاo وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًاo وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًاo وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًاo وَأَنزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاء ثَجَّاجًاo لِنُخْرِجَ بِهِ

حَبًّا وَنَبَاتًا○وَجَنَّاتٍ أَلْفَافًا○إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيقَاتًا○(۱۶)

یہاں قرآن کریم نے عظیم افعال باری تعالیٰ کا ذکر کر کے حشر کا نتیجہ نکالا ہے۔

یہ فذلکات کا نظم ہے جسے نورسی نے "کلمات اور اشارات الایجاز" میں بیان کیا۔ در حقیقت ان نظم کی صورتوں کا استخراج تمکین وغیرہ کی بعض صورتوں پر غور کر کے کیا گیا۔ اسی طرح زمخشری نے جو کہا کہ رعایت فاصلہ میں خاص معنی ملحوظ ہوتے ہیں، اس نظریہ میں تدبر کر کے نورسی نے فواصل کی یہ نئی مناسبتیں نکالیں اور بعض اشارے ان کی ذاتی فکر کا نتیجہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم نا کبھی پرانا ہوتا ہے اور نا ہی اس کے عجائبات ختم ہوتے ہیں۔

النظم فی ارسال النظم

نورسی کی اولیات میں سے "النظم فی ارسال النظم" ہے یہ وجہ ان وجوہ میں سے ہے جن کی وجہ سے نورسی نے اپنی کتاب کا نام "اشارات الاعجاز فی مظان الایجاز" رکھا اور "ایجاز" کو نورسی کے منہج میں بے حد دخل ہے خصوصاً "ارسال نظم" میں۔ "ارسال نظم" سے مراد یہ ہے کہ قرآنِ کریم نے ایسی تراکیب استعمال کی ہیں جن میں مختلف مخاطبین کے حسبِ حال مختلف وجوہ نکلتی ہیں تاکہ ہر زمانے اور ہر طبقے کے انسان اس سے مستفید ہو سکیں۔

قرآن کریم نے متقین کی صفات بیان کرنے کے بعد "مفلحون" مطلقا ذکر کیا فلاح سے کیا مراد ہے۔ جنت یا رضائے الٰہی یہ ذکر نہیں کیا اس لئے کہ قرآن کریم کے مخاطبین مختلف ہیں بعض جہنم سے رہائی چاہتے ہیں۔ بعض کا مقصد جنت ہے۔ بعض رضائے الٰہی کے متقاضی ہیں بعض کی آرزو فقط دیدار الٰہی ہے۔ "مفلحین" کا مطلق ذکر کرنا ان سب طبقات کے مقصد کو پورا کرتا ہے۔۱۷ اسی طرح بقرہ:۴ **والذین یوءمنون۔۔۔الایہ** میں مناسبت کی چار صورتیں ہیں۔ التخصیص بعد التعمیم، التنصیص، التلویح، التفصیل ہر مناسبت سے الگ معنی حاصل ہوتے ہیں۔(۱۸)

گویا نورسی کے ارسال نظم سے مراد قرآنِ کریم کا عموم واطلاق ہے۔ اور من جملہ اس عموم واطلاق کی حکمتوں سے یہ بھی ہے۔

نورسی کہتے ہیں کہ کسی آیت میں مختلف مفسرین کا اختلاف کرنا اور متباین وجوہ تراکیب بیان کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ قرآنِ کریم ہر زمانے کے لیے ہدایت ہے۔ اسی طرح تمام انسانی طبقات کے لئے اسی طرح تمام بشری اصناف کے لئے لہٰذا ہر ایک کے لئے فہم کا اپنا الگ حصہ ہے۔ ار ہر نوع بشر کی فہم مختلف ہے۔ ذوق مختلف، میلانات مختلف، پسند مختلف، لذت مختلف اور طبائع میں اختلاف ہے۔ لہٰذا قرآن نے ہر ایک کو اس کا حصہ دیا ہے۔ بشرطیکہ ان مختلف وجوہات کو علوم عربیہ، بلاغت اور مقاصد شرعیہ قبول کریں۔(۱۹)

دوائرِ نظم کا نظم

نورسی کہتے ہیں قرآنی الفاظ کے موتی صرف کسی ایک دھاگے میں نظم نہیں کئے گئے بلکہ بہت سے دھاگے ہیں جو ایک خاص ترتیب سے خاص نظم کی تشکیل کرتے ہیں۔ اور یہ مختلف خطوط ہیں جو ایجاز قرآنی میں مخفی ہیں ان سے نظم قرآنی کا نقشہ بنتا ہے۔

اس طرح نورسی مناسبتوں کے معنوی خطوط سے نظم کی تصویر بناتے ہیں۔ جو محیر العقول اور بدیع نظم ہے۔ یہ وہ اعجاز قرآنی ہے جس کی بنیاد نظم قرآن پر ہے جسے نورسی وجوہ اعجاز میں سے وجہ اول قرار دیتے ہیں ۔نورسی کہتے ہیں کہ یہ باہم جڑے ہوئے اور ایک دوسرے میں پیوست دھاگوں دااور خطوط کا نظم ہے جسے وہ اعجاز کی ایک بنیاد قرار دیتے ہیں

نظم کی یہ تصویر اور نقشہ ایجاز کے بعد اعجاز کی بنیاد ہے۔

لہٰذا نورسی نے ثابت کیا کہ قرآن مجید اگرچہ سورتوں اور آیات کا مجموعہ ہے۔ لیکن اگر اسے کل کی حیثیت دیکھیں تو اس کا کوئی جز دوسرے سے جدا نہیں۔ بلکہ ان میں مناسبتوں کے گہرے دھاگے ہیں جو سب کو جوڑے ہوئے ہیں اور اس سے نظم کے مختلف نقشے بنتے ہیں جن سے دلائل کے دریا پھوٹتے ہیں اور یہی قرآن کا اعجاز ہے۔

التکرار فی دوائر النظم

''تکرار'' کی حکمتوں پر مفسرین اور علماء بلاغت نے بہت کلام کیا۔ جیسے زمخشری نے سورہ شعراء ہیں۔ **ان فی ذالک لایة وماکان اکثرھم مومنین وان ربک لھو العزیز الرحیم**۔ کے متعلق کہا کہ اس سورہ میں بیان کردہ قصص میں سے ہر قصہ گویا کہ الگ قرآن ہے۔ کیونکہ ان میں عبرت کا خاص نمونہ ہے۔ لہٰذا ہر قصہ کا یہ حق ہے کہ اس کی ابتداء اور انتہاء ان آیات سے ہو۔ علاوہ ازیں تکرار سے معانی نفوس میں زیادہ پیوست ہوتے ہیں۔ جیسے کسی چیز کو یاد کرنے کے لئے اسے بار بار دہرایا جاتا ہے۔ ایسے ہی وعظ وتذکیر کا بھی یہ یہی تقاضا ہے کہ ان آیات کو بار بار دہرایا جائے تاکہ موعظت ذہن وعقل میں راسخ ہو سکے۔

لیکن نورسی نے قدماء سے متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ اس فکر میں اضافہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں بعض قرآنی آیات میں تکرار اس لئے ہے کہ وہ پانی۔

وہ کہتے ہیں کہ بعض آیاتِ قرآنی میں تکرار اسلئے ہے کہ وہ ہوا اور پانی کی طرح ہیں جن کی ہمہ وقت احتیاج رہتی ہے اور آیات وکلمات کا تکرار شدتِ احتیاج کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تو اس جملے کو اگر ہزاروں بار بھی دہرایا جائے تو نہ اس کی احتیاج ختم ہو اور نہ شوق۔ یہ تکرار قرآنی بلاغت کی بلندی ہے جو اعجاز وایجاز سے حاصل

ہو رہی ہے قرآنی تکرار سے متعلق نورسی کا نظریہ یہ ہے کہ متکرر آیات قرآنی فذلکات وخلاصہ جات ہیں جو ایسے دھاگے ہیں جن کے ذریعے قرآنی سورتوں اور آیات کو باندھا جاتا ہے۔ جب بھی نص کے سیاق وسباق میں کچھ معانی ان دھاگوں کے محتاج ہوں تو وہاں تکرار ہو گا اور یہ احتیاج ہی دلیل تکرار ہے۔

مزید نورسی کہتے ہیں ان متکرر آیات کے مختلف مقامات ہیں اور مقاصدِ قرآن سے ان کا خاص ربط و نظم ہے۔ بلکہ مقاصدِ قرآن اور یہ لازم وملزوم ہیں۔ جہاں جس جہت۔ مقام اور ربط کی ضرورت ہو اس کے مطابق انہیں لایا جاتا ہے۔

مثال: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' ہر سورت کے ساتھ لائی گئی ہے۔ اس میں بہت سی جہات ہیں جیسے استعانت ''تبرک، موضوعیت، غائتیت، فہرستیت (قرآن کے بنیادی نقطوں کی فہرست ہونا) اسی طرح ''بسم اللہ'' کے بہت سے مقامات ہیں جیسے مقام توحید، مقام تنزیہ، مقام ثناء، مقام جلال وجمال، اور مقام احسان وغیرہ۔

لہٰذا نورسی کے نزدیک قرآنِ کریم میں حقیقی تکرار نہیں وہ صرف سطحی نظر والے کو سمجھ آتا ہے۔ اگر غور کریں تو مکررات کے مختلف مقامات اور جہات وحیثیات ہیں اور مقام و جہت مختلف ہونے سے معنی مختلف ہو جاتا ہے۔ یہ معنی قصص سمیت تمام مکرارت میں موجود ہے۔ حتیٰ کہ قصہ موسیٰ علیہ السلام میں بھی۔

نتائج بحث

نورسی کا نظم گویا ایک قرآنی نظام ہے اور آیات کا باہمی نظم، جملوں کا باہمی نظم، کلمات کا نظم، مقاصدِ قرآن کا نظم، نظم کے مختلف دائروں کا نظم، مکرر آیات کا نظم، ارسالِ نظم اور فذلکات کا نظم اس نظام کے ارکان ہیں۔ نورسی کے نظریہ نظم سے یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ نظم قرآن کی فہم علومِ عربیہ کی اطلاقی مہارت اور گہری بصیرت پر موقوف ہے۔ ایسی لطیف ودقیق نظر سے محروم شخص کے لئے ممکن ہے کہ وہ نظم قرآن کا انکار کر دے۔ نورسی قدما کے کام سے متاثر بھی ہیں اور خوشہ چیں بھی۔ مگر انھوں نے جرجانی کے نظریہ کا انطباق واطلاق کیا اور نظم قرآن کی ایک مکمل تصویر پیش کی۔ حتیٰ کہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ نظریہ نظمِ قرآن نورسی کے ہاں جرجانی سے زیادہ احسن اور کامل ہے۔ انھوں نے قرآن کریم کا مکمل نظم اصولی انداز سے بیان کیا اگرچہ وہ اس آئینہ میں سورہ بقرہ کی صرف چند آیات دکھا سکے۔ انھوں نے نظم کو بطور وجہ اعجاز اختیار کیا اور نظم کو فہمِ قرآن کی بنیاد بنا کر تفسیر بالرائے کا دروازہ نہیں کھولا۔ نورسی نے القرآن کالکلمۃ الواحدۃ کے ساتھ ساتھ الکلمۃ الواحدہ من القرآن کالقرآن بھی ثابت کیا۔ نورسی کے نزدیک توحید، رسالت، حشر اور عدالت قرآن کریم کا عمود ہیں اور باقی تمام مضامین قرآن اس شجر کی شاخیں۔ یہ عمود پورے قرآن میں بھی ہے اور ایک لفظ میں بھی۔

نورسی کا نظم قرآن صرف ایک طرح کا نظم نہیں بلکہ وہ نظم کا ایک کامل نقشہ ہے جو بہت سے قریب اور بعید خطوط کے باہم ملاپ سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں ہر آیت کا ماقبل آیت اور سورت کی ہر ہر آیت سے

ربط ہے۔ فکرِ نورسی میں فواصل قرآنیہ میں عجیب وغریب اسرار پنہاں ہیں۔ ایک طرف ان کے ضمن میں مقاصدِ اربعہ موجود ہیں اور دوسری جانب وہ نظمِ قرآن کے دائروں سے مربوط ہیں۔ نورسی کے نزدیک نظم قرآن میں حقیقتاً تکرار نہیں بلکہ ہر مکرر آیت کا اپنا خاص معنی ہے اور جہت و مقام۔ پھر نظم تکرار کا نظم مقاصد سے بھی نظم ہے۔ نورسی کی اولیات میں سے ارسال فی النظم ہے جس کا معنی یہ ہے کہ قرآن کریم نے بہت سی آیات میں کسی خاص ترکیب کی نشان دہی نہیں کی تاکہ ہر زمانے کا ہر گروہ ان آیات کا مخاطب بن سکے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ جرجانی، عبدالقاہر، دلائل الاعجاز، مصر، مطبع المنار، ۱۳۳۲ھ، ص:۶۴

۲۔ نورسی، بدیع الزمان سعید، اشارات الاعجاز فی مظان الایجاز، تحقیق: احسان قاسم الصالحی، مصر، القاہرہ، شرکہ سوزلر للنشر، ۲۰۰۲ء، ص۱۱۶

۳۔ ایضاً، ص:۲۲

۴۔ ایضاً، ص:۱۷۵

۵۔ بقرہ(۲)۳

۶۔ نورسی اشارات الاعجاز۔ ص۵۲

۷۔ بقرہ(۲)۵

۸۔ نورسی، بدیع الزمان سعید، اشارات الاعجاز فی مظان الایجاز، ص۲۳

۹۔ ایضاً، ص:۳۴

۱۰۔ ایضاً ص۲۳

۱۱۔ الزرکشی، بدرالدین محمد بن عبداللہ، البرھان فی علوم القرآن، بیروت، داراحیاء الکتب العربیہ، ۱۹۵۷ء، ۱/۹۸

۱۲۔ السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، الاتقان فی علوم القرآن، الھیئۃ المصریۃ العامۃ الکتب، ۱۹۷۴ء، ۳/۳۳۹

۱۳۔ ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد، مسند ابن ابی شیبہ، الریاض، دار الوطن، ۱۹۴۷ء، ص:۲۵۱ ورواہ الدارمی والحاکم والبیہقی

۱۴۔ نورسی، بدیع الزمان سعید، الکلمات، مصر، القاہرہ، شرکہ سوزلر للنشر، ۲۰۰۲ء، ص:۴۷۳

۱۵۔ البقرہ(۲)۲۹ ۱۶۔ النباء(۷۸)۶ تا ۱۲

۱۷۔ نورسی، اشارات الاعجاز فی مظان الایجاز، ص:۶۸ ۱۸۔ ایضا، ص،۴۸

۱۹۔ ایضا، ص،۴۸